کتب خانہ حوزہ علمیہ امام خمینی
۱۹۔ سیفیلڈ روڈ۔ کیلگری ۴
شمارہ ثبت

ترجمہ

تحریر الوسیلہ

کتاب

مکاسب اور متاجر

اور ان کی کئی انواع ہیں کہ جس کی اکثر انواع اور اس سے متعلقہ مسائل ہم کتب کے ذیل میں ذکر کریں گے۔

مقدمہ

اور یہ چند مسائل پر مشتمل ہے۔

مسئلہ ۱۔ نجس اشیا کی تمام انواع سے کسب و کار جائز نہیں ہے لیکن اس کی عمومیت میں اشکال ہے۔ البتہ ان کی خرید و فروخت، انہیں بیچتے وقت نقدی قرار دینے اور کرائے میں اجرت کے طور پر دینے، جعالہ میں کام کا عوض قرار دینے بلکہ ان پر ہر قسم کے معاملے میں عوض قرار دینے کی احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے اگرچہ انہیں مہر یا خلع میں یا ان جیسی دوسری چیزوں میں عوض قرار دیا جائے بلکہ انہیں بخشنا اور ان پر بلا عوض صلح کرنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ اگر ان میں مناسب حلال منافع بھی موجود ہو تب بھی ان کے ساتھ کسب و کار کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے پیشاب سے کھاد بنانا اور مذکورہ حکم سے انگور کا ابلا ہوا پانی جب کہ اس کا دو تہائی حصہ ابھی موجود ہو اور اس کے نجس ہونے پر بنا رکھی جائے، کافر کی تمام اقسام حتی بنابر اقویٰ مرتد فطری کو بھی اور شکاری کتے بلکہ ریوڑ، زراعت، باغ اور گھر کے کتے کو بھی استثنا کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۔ استثنا کی گئی اشیا کے علاوہ اگرچہ نجاسات کے ساتھ شرعی طور پر اموال کا معاملہ نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ نجس اشیا جس شخص کے ہاتھ اور اس کے قبضے میں ہوں اس کیلئے مخصوص حق ہے کہ جس کا تعلق ان اشیا سے ہے اور یہ

حق یا اس شخص کے ہاتھ میں آجانے یا ان کی اصل کا مالک ہونے وغیرہ کی وجہ حاصل ہوتا ہے جیسے اس کا جانور مرجائے اور مردار میں تبدیل ہوجائے یا اس کے انگور شراب میں تبدیل ہوجائیں اور یہ حق ارث وغیرہ کی وجہ سے کسی اور کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے۔ ان میں صاحب حق کے اذن کے بغیر کسی کیلئے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ پس اس حق میں بلا عوض صلح کرنا صحیح ہے لیکن اسے عوض قرار دینا اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ یہ ممنوع کسب و کار میں داخل ہو۔ البتہ اگر اسے مال بخشے تاکہ وہ ان سے دست بردار ہوجائے اور انہیں چھوڑ دے اور بخشنے والا انہیں اپنے تصرف میں لے لے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے اس شخص کو مال بخشنا کہ جو مشترکہ مقامات جیسے مسجد اور مدرسہ میں سے پہلے جگہ گھیر لے تاکہ وہ اس سے دست بردار ہوجائے اور بخشنے والا اس جگہ پر مستقر ہوجائے۔

مسئلہ ۳۔ مردار کے اجزا میں سے وہ چیزیں جن میں روح نہیں پائی جاتی اور ان سے حلال منفعت کا قصد کیا جاتا ہو تو ان کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جیسے ان کے بال اور پشم بلکہ ان کا دودھ بھی اگر ہم اس کے پاک ہونے کے قائل ہوں اور پاک مردار جیسے مچھلی وغیرہ جبکہ اس میں منفعت بھی پائی جاتی ہو اگرچہ اس کے تیل سے ہی ہو تو اس کی فروخت کے جائز ہونے میں اشکال ہے اور احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۴۔ اگر گوبر میں منفعت پائی جاتی ہو تو اس کی فروخت کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن پاک پیشابوں میں سے اونٹ کے پیشاب کو بیچنے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ باقی میں اشکال ہے۔ ہاں اگر ان سے حلال منفعت کا ارادہ کیا جائے تو بعید نہیں ہے کہ جائز ہو۔

مسئلہ ۵۔ متنجس چیز جسے پاک کیا جاسکتا ہے کے بیچنے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے اور یہی حکم اس پاک نہ کی جاسکنے والی چیز کیلئے ہے بشرطیکہ اختیاراً اسی نجاست کی حالت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہو جیسے متنجس گھی کہ جس کے ذریعے چراغ جلانے اور کشتیوں پہ ملنے کا فائدہ اٹھانا ممکن ہے اسی طرح ہے متنجس رنگ، مٹی اور صابن وغیرہ بھی لیکن وہ چیز جو پاک نہیں کی جاسکتی اور اس سے فائدہ اٹھانا بھی اس کے پاک ہونے پر متوقف ہو جیسے نجس سکنجبین وغیرہ تو اسے بیچنا اور اس پر معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۔ اس تریاق کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ جو افعی سانپوں (ایک قسم کا نہایت زہریلا اور خطرناک سانپ ہے کہ جن کی کئی اقسام ہیں) جو کے گوشت پر مشتمل ہو اگرچہ ان میں خون جہندہ ہونا ثابت نہیں ہے اور گوشت کے تریاق میں مل جانے کی صورت میں جیسا کہ غالب اور رائج بھی یہی ہے اس کا استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے لیکن شراب پر مشتمل تریاق کا بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ نہ اس میں پاک ہونے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی اختیاری حالت میں [illegible] کی حالت میں جائز ہونا۔

حق یا اس شخص کے ہاتھ میں آجانے یا ان کی اصل کا مالک ہونے وغیرہ کی وجہ حاصل ہوتا ہے جیسے اس کا ہاتھ مرجانے اور مردار میں تبدیل ہوجانے یا اس کے انگور شراب میں تبدیل ہوجائیں اور یہ حق ارث وغیرہ کی وجہ سے کسی اور کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے۔ ان میں صاحب حق کے اذن کے بغیر کسی کیلئے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ پس اس حق میں بلا عوض صلح کرنا صحیح ہے لیکن اسے عوض قرار دینا اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ یہ ممنوع کسب و کار میں داخل ہو۔ البتہ اگر اسے مال بخشے تاکہ وہ ان سے دست بردار ہوجائے اور انہیں چھوڑ دے اور بخشنے والا انہیں اپنے تصرف میں لے لے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے اس شخص کو مال بخشنا کہ جو مشترکہ مقامات جیسے مسجد اور مدرسہ میں سے پہلے جگہ گھیر لے تاکہ وہ اس سے دست بردار ہوجائے اور بخشنے والا اس جگہ پر مستقر ہوجائے۔

مسئلہ ۳۔ مردار کے اجزا میں سے وہ چیزیں جن میں روح نہیں پائی جاتی اور ان سے حلال منفعت کا قصد کیا جاتا ہو تو ان کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جیسے ان کے بال اور پشم بلکہ ان کا دودھ بھی اگر ہم اس کے پاک ہونے کے قائل ہوں اور پاک مردار جیسے مچھلی وغیرہ جبکہ اس میں منفعت بھی پائی جاتی ہو اگرچہ اس کے تیل سے ہی ہو تو اس کی فروخت کے جائز ہونے میں اشکال ہے اور احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۴۔ اگر گوبر میں منفعت پائی جاتی ہو تو اس کی فروخت کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن پاک پیشابوں میں سے اونٹ کے پیشاب کو بیچنے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ باقی میں اشکال ہے۔ ہاں اگر ان سے حلال منفعت کا ارادہ کیا جائے تو بعید نہیں ہے کہ جائز ہو۔

مسئلہ ۵۔ متنجس چیز جسے پاک کیا جاسکتا ہے کے بیچنے کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے اور یہی حکم اس پاک نہ کی جاسکنے والی چیز کیلئے ہے بشرطیکہ اختیاراً اسی نجاست کی حالت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہو جیسے متنجس گھی کہ جس کے ذریعے چراغ جلانے اور کشتیوں پہ ملنے کا فائدہ اٹھانا ممکن ہے اسی طرح ہے متنجس رنگ، مٹی اور صابن وغیرہ بھی لیکن وہ چیز جو پاک نہیں کی جاسکتی اور اس سے فائدہ اٹھانا بھی اس کے پاک ہونے پر متوقف ہو جیسے نجس سکنجبین وغیرہ تو اسے بیچنا اور اس پر معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۔ اس تریاق کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ جو افعی سانپوں (ایک قسم کا نہایت زہریلا اور خطرناک سانپ ہے کہ جن کی کئی اقسام ہیں) جو کے گوشت پر مشتمل ہو اگرچہ ان میں خون جہندہ ہونا ثابت نہیں ہے اور گوشت کے تریاق میں مل جانے کی صورت میں جیسا کہ غالب اور رائج بھی یہی ہے اس کا استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے لیکن شراب پر مشتمل تریاق کا بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ نہ اس میں پاک ہونے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی اختیاری حالت میں شراب پر مشتمل تریاق کا بیچنا حلال ہے کہ جو (جائز ہونے کا) معیار ہے نہ کہ اضطرار کی حالت میں جائز ہونا۔

مسئلہ ۷۔ بلی کا بیچنا جائز ہے اور اس کے پیسے کسی اشکال کے بغیر حلال ہیں لیکن بلی کے علاوہ دوسرے وحشی حیوانات کی اقسام اگر ان میں عقلا کے نزدیک مناسب حلال فائدہ کا قصد کیا گیا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان کا بیچنا جائز ہے اور یہی حکم حشرات بلکہ مسخ شدہ حیوانات کا بھی ہے جبکہ ان میں مناسب حلال منافع کا قصد کیا گیا ہو۔ پس تمام اقسام میں یہی معیار ہے لہذا جونک جس سے فاسد خون نکالا جاتا ہے اور ابریشم کا کیڑا اسی طرح شہد کی مکھی کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ یہ حشرات میں سے ہیں اور یہی حکم ہاتھی کا بھی ہے کہ جس کی پیٹھ اور ہڈیوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اگرچہ مسخ شدہ حیوانات میں سے ہے۔

مسئلہ ۸۔ ہر اس چیز کو فروخت کرنا حرام ہے جو حرام کام کا وسیلہ ہو جبکہ اس سے قصد کی گئی منفعت حرام میں منحصر ہو مثلاً آلات لہو جیسے کود (سارنگی) بانسریاں اور برابط (ایک قسم کا باجا) وغیرہ اور آلات قمار جیسے نرد (ایک بازی جسے تختہ نرد بھی کہتے ہیں) اور شطرنج وغیرہ اور جیسا کہ ان کی خرید و فروخت حرام ہے اسی طرح انہیں بنانا اور ان پر اجرت لینا بھی حرام ہے بلکہ انہیں توڑنا اور ان کی شکل تبدیل کرنا واجب ہے۔ البتہ توڑنے کے بعد ان کے اصل مواد کا بیچنا جائز ہے جیسے لکڑی اور پیتل بلکہ اگر خریدنے والے پر توڑنے کی شرط تب بھی توڑنے سے پہلے بیچنا جائز ہے یا اس شخص کو مواد بیچے کہ جس پر اسے اطمینان ہو کہ وہ انہیں توڑ دے گا لیکن مذکورہ شرائط نہ ہوں تو اس میں اشکال ہے نیز سونے اور چاندی کے برتنوں کو زینت اور رکھنے کیلئے بیچنا جائز ہے۔

مسئلہ ۹۔ ناقابل اعتبار دراہم نیز جعلی دراہم جنہیں لوگوں کو فریب دینے کیلئے بنایا جاتا ہے کے ساتھ معاملہ کرنا اور معاملات میں انہیں عوض یا معوض قرار دینا حرام ہے جب کہ جس شخص کو یہ دراہم دیے گئے ہیں اسے معلوم نہ ہو بلکہ بنابر احتیاط اگر اقویٰ نہ ہو تو اس کو علم اور اطلاع ہونے کی صورت میں بھی بیچنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے اصل مواد پر معاملہ کیا جائے اور معاملہ کرنے والے پر انہیں توڑنے کی شرط کرے یا اس پر اطمینان ہو کہ وہ انہیں توڑ دے گا کیونکہ بعید نہیں ہے کہ فاسد مواد کو دور کرنے کیلئے ان کا تلف کرنا واجب ہو اگرچہ انہیں توڑنے کے ذریعے سے ہو۔

مسئلہ ۱۰۔ انگور اور کھجور کو شراب بنانے کیلئے بیچنا حرام ہے نیز مثلاً لکڑی کو بت، لہو یا قمار وغیرہ کے آلات بنانے کیلئے بیچنا بھی حرام ہے یا یہ شرط لگائی جائے کہ اسے حرام میں استعمال کیا جائے اور عقد بیع میں بھی اس بات کی پابندی جائے یا دونوں ایسا کرنے پر اتفاق کریں اگر واضح ہو جائے۔ کہ انگور کا مالک خریدار سے مثلاً کہے "مجھے ایک من انگور بیچو تا کہ میں ان سے شراب بناؤں" اور وہ بھی اسے بیچ دے۔ اسی طرح رہائش گاہوں کو بھی شراب کے بیچنے اور اس

اور یہی حکم اس شخص کو لکڑی بیچنے کا بھی ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس سے ' یب یا بت بنائے گا بلکہ انگور، کھجور اور لکڑی بیچنے کا اس شخص کے بارے میں بھی یہی حکم ہے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ ان کو شراب، قمار اور بربط کے آلات میں استعمال کرے گا اور اس شخص کو رہائش گاہوں کے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے جس کے بارے میں علم ہو کہ ان سے مذکورہ چیزیں بنائے گا یا انہیں بیچے گا ان کے ذریعے اس قسم کا کوئی اور کام کرے گا اور ان سب میں محکم وجہ پائی جاتی ہے جبکہ یہ مسئلہ نصوص کے لحاظ سے بہت مشکل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نصوص معلل ہیں (۱)۔

مسئلہ ۱۱۔ دشمنان دین جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہوں بلکہ ان کے ساتھ رابطہ نہ ہونے کی حالت میں بھی جبکہ ان سے مسلمانوں کو خوف ہو تو انہیں اسلحہ بیچنا حرام ہے لیکن اگر ان کے ساتھ صلح ہو یا خود ان کے درمیان آپس میں جنگ ہو اور ان میں سے بعض کی بعض کے ساتھ جنگ کی حالت ہو تو ضروری ہے کہ انہیں اسلحہ فروخت کرتے وقت اسلام و مسلمین کے مفادات اور موجودہ صورت حال کا لحاظ رکھا جائے اور اس کا امر مسلمانوں کے والی کی نظر پر موقوف ہے۔ لہذا کسی اور کو مطلق العنانی کا حق نہیں ہے نیز دوسرے مسلمان فرقوں میں سے جو فرقہ حقہ سے عداوت رکھتا ہو وہ بھی کفار کے ساتھ ملحق ہے اور بعید نہیں ہے کہ یہ حکم ڈاکوؤں وغیرہ کو بھی شامل ہو بلکہ بعید نہیں ہے کہ دشمنان دین کو اسلحہ فروخت کرنے کا حکم اسلحہ کے علاوہ دوسری چیزوں کے بیچنے کی طرف بھی سرایت کرتا ہو جیسے ضروریات زندگی، سواری کا جانور اور مال بردار چیزیں وغیرہ۔

مسئلہ ۱۲۔ جاندار چیزوں میں سے انسان اور حیوان کی تصویر بنانا جبکہ وہ تصویر مجسمے کی مانند ہو حرام ہے جیسا کہ پتھر، دھات اور لکڑی وغیرہ سے بنانا معمول ہے اور اگر وہ مجسمہ کی صورت میں نہ ہو تو بنابر اقویٰ جائز ہے اگرچہ احتیاط ہے کہ اسے ترک کیا جائے اور غیر جاندار چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے جیسے درختوں اور پھولوں وغیرہ کی اگرچہ وہ مجسمہ شکل میں ہی ہوں اور تصویر کی مختلف اقسام جیسے نقش و نگار بنانے خط کشی کرنے، گل کاری کرنے اور کندہ کاری کرنے وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے اور عصر حاضر میں رائج آلات کے ساتھ (مثلاً کیمرہ وغیرہ) متداول تصویر بنانا جائز ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ (حرام) تصویر میں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ جاندار چیزوں کے مجسمے کی صورت میں تصویر بنانا حرام ہے اسی طرح ان کے ذریعے کسب و کار اور ان پر اجرت لینا بھی حرام ہے یہ تمام باتیں تصاویر بنانے کے بارے میں تھیں لیکن انہیں بیچنا، رکھنا، استعمال کرنا اور ان پر نظر کرنا یہاں تک کہ مجسموں میں بھی اقویٰ یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ البتہ ان کو گھر میں جمع کرنا اور رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ فعل غناء اسے سننا اور اس سے کسب و کار کرنا حرام ہے اور غنا تنہا آواز کو بہتر بنانا نہیں ہے بلکہ غنا آواز کو کھینچنا اور اسے ایسی خاص کیفیت کے ساتھ پھرانا ہے کہ جو لہو کی بیٹھکوں اور طرب، آلات لہو نیز آلات موسیقی کی محفلوں سے مناسب رکھتی ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ کلام حق ہو جیسے قرائت قرآن، دعا اور مرثیہ یا اس کے علاوہ کوئی شعر یا نثر ہو بلکہ اگر وہ خداوند کی اطاعت کی جانے والی چیز کو اس میں استعمال کرے تو اس کا عذاب دوگنا ہوجائے گا۔ ہاں کبھی شادیوں میں گانے والی عورتوں کے غنا کو استثنا کیا گیا ہے اور یہ بعید نہیں ہے نیز شادیوں اور ان کیلئے ان سے قبل یا بعد میں تیار کی گئی محفل۔ نہ کہ ہر محفل۔ پر اکتفا کرتے ہوئے احتیاط کو ترک نہ کیا جائے بلکہ بنابر احوط ہر صورت میں اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۔ ظالموں کے ظلم بلکہ ان کے ہر حرام کام میں مدد کرنا بلا اشکال حرام ہے بلکہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے مروی ہے "جو شخص ظالم کی مدد کرنے کیلئے جائے اور اسے پتہ ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے (۱)" نیز آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منقول ہے کہ "جب قیامت کا دن آئے گا تو منادی ندا دے گا کہ ظالمین اور ان کی مدد کرنے والے حتی جس نے ان کیلئے قلم گھڑی ہے اور ان کیلئے دوات تیار کی ہے، کہاں ہیں؟ فرمایا (ص) کہ: اس ندا کے بعد سب کو لوہے کے تابوت میں جمع کیا جائے گا اور بعد ازاں انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا (۲)" لیکن حرام کاموں کے علاوہ ان کی مدد کرنا ظاہراً جائز ہے جب تک ان کی مدد کرنے والوں، ان کے ہم نواؤں اور ان کی طرف منسوب افراد میں سے شمار نہ ہو اور اس کا نام ان کے دفتر اور کھاتے میں درج نہ ہو نیز ان کی مدد کرنا ان کی شوکت وقوت میں اضافے کا باعث نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۔ گمراہ کرنے والی کتب کو محفوظ کرنا، ان کی کاپی کرنا، ان کا مطالعہ کرنا، ان کا پڑھنا اور پڑھانا حرام ہے بشرطیکہ ان میں صحیح غرض نہ ہو جیسا کہ ان پر تنقید کرنے اور ان کو باطل کرنے کا قصد رکھتا ہو اور اس کام کی صلاحیت بھی رکھتا ہو نیز گمراہ ہونے کا بھی خطرہ نہ ہو (تو اس کیلئے حرام نہیں ہے) لیکن عوام میں سے غالب لوگوں کا فقط ان کے مطالب سے مطلع ہونا کہ جن کے بارے میں گمراہی اور لغزش کا خطرہ ہو تو یہ انہیں محفوظ کرنے کا جواز فراہم نہیں کرتا اور اغراض صحیحہ میں سے نہیں لہذا ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ ان کتب سے پرہیز کریں کہ جو مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں خصوصاً وہ کتب کہ جو ایسے شبہات اور مغالطوں پر مشتمل ہوں کہ جن کے دور کرنے اور حل کرنے سے عاجز ہوں اور ان کیلئے ان کتب کا خریدنا، رکھنا اور محفوظ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ان پر واجب ہے کہ ان کتب کو ضائع کردیں۔

مسئلہ ۱۶۔ جادو کرنا، اس کا سیکھنا، سکھانا اور اس کے ذریعے کسب و کار کرنا حرام ہے اور جادو سے مراد وہ عمل ہے جو لکھنے سے، بات کرنے سے، دھویں سے، تصویر سے، پھونکنے سے یا گرہ لگانے وغیرہ سے انجام پائے اور جادو شدہ شخص کے جسم، قلب یا عقل میں تاثیر کرے اور جو اس کے بلانے، سلانے، بے ہوش کرنے یا اس کی دوستی یا دشمنی وغیرہ میں مؤثر ہو نیز ملائکہ کو اپنی خدمت پر مامور کرنا، جن کا حاضر کرنا اور تسخیر کرنا، روحوں کو بلانا اور تسخیر کرنا اور ان کی مانند دوسری چیزیں اسی کے ساتھ ملحق ہیں بلکہ شعبدہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہے یا اسی میں سے ہے اور شعبدہ ہاتھ کی صفائی سے غیر حقیقی کو حقیقت کا روپ دینا ہے۔

اور کہانہ کا بھی یہی حکم ہے اور یہ آئندہ زمانے میں کائنات کی خبر دینا ہے اس خیال سے کہ بعض جن یہ خبریں اس کو پہنچاتے ہیں یا اس خیال سے کہ ان امور کو ایسے مقدمات اور اسباب سے پہنچانتا ہے کہ جو ان کے وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتے ہیں نیز قیافہ شناسی بھی حرام ہے اور اس سے مراد بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ ملحق کرنے نیز بعض کو بعض سے جدا کرنے کیلئے خاص علامات کی طرف نسبت دینا ہے۔ برخلاف ان علامات کے کہ جنہیں شارع نے ملحق کرنے اور نہ کرنے کیلئے معیار قرار دیا ہے جیسے ہم بستری کا ہونا اور نہ ہونا۔

اور تنجیم (بھی حرام ہے) اور اس سے مراد قطع ویقین کے ساتھ کائنات میں رونما ہونے والے واقعات جیسے ارزانی، گرانی، قحط سالی اور خوشحالی وزرخیزی، بارش زیادہ آنے اور کم آنے وغیرہ جیسے خیر وشر، نفع ونقصان کے بارے میں خبر دینا ہے جب کہ اس کا خبر دینا فلکیات کی حرکات ونظریات اور ستاروں کے اتصالات کی طرف مستند ہو اور وہ ان کے اس دنیا میں مستقلاً یا خدا کے ساتھ شریک ہو کر (کہ وہ بالاتر ہے اس چیز سے جو ظالمین کہتے ہیں) مؤثر ہونے کا معتقد ہو نہ کہ ان کو مطلقاً مؤثر سمجھے اگرچہ ایسا اعتقاد رکھے کہ وہ اثر ان کو خداوند نے عطا کیا ہے بشرطیکہ اس کا مؤثر ہونا کسی قطعی دلیل سے ہو، چاند گرھن، سورج گرھن، مہینے کی پہلی تاریخ اور ستاروں کے آپس میں ملنے کی نیز ان کے جدا ہونے کی خبر دینا اگر پختہ قواعد اور اصولوں کے تحت ہو تو تنجیم میں شمار نہیں ہے اور وہ خطا جو کبھی کبھار منجمین سے واقع ہوتے ہے وہ حساب اور قواعد کے استعمال میں خطا کا نتیجہ ہے جیسا کہ باقی علوم میں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۔ خرید وفروخت میں چھپی ہوئی چیز کے ساتھ ملاوٹ کرنا حرام ہے جیسے بتائے بغیر دودھ میں پانی ملانا، اچھے کھانے کو گھٹیا کے ساتھ مخلوط کرنا نیز تیل کو چربی یا گھی کے ساتھ ملانا اور اس قسم کی دوسری مثالیں۔ البتہ ملاوٹ کرنے سے معاملہ باطل نہیں ہوتا اگرچہ ایسا کرنا حرام ہے اور جب معاملہ کرنے والا مطلع ہو جائے تو یہ اس کیلئے خیار کا موجب ہے۔ ہاں اگر کسی چیز کو اس کی جنس کے خلاف ظاہر کر کے بیچے تو اصل معاملہ ہی فاسد (باطل) ہے جیسے اس چیز کو جس پر سونے

مسئلہ ۱۸۔ اس چیز پر اجرت لینا حرام ہے جس کا کسی شخص کیلئے انجام دینا واجب عینی ہو بلکہ اگر واجب کفائی بھی ہو تب بھی اجرت لینے میں احتیاط کرے، جیسے مردوں کو غسل دینا انہیں کفن دینا اور انہیں دفن کرنا۔ ہاں اگر واجب توصلی ہو جیسے (میت کو) دفن کرنا اور مال کو بھی اصل عمل کیلئے بذل نہ کیا ہو بلکہ ایک خاص عمل کو اختیار کرنے کیلئے (بذل کیا ہو) تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، پس خود دفن کیلئے اجرت لینا حرام ہے۔ ہاں اگر ولی ایک خاص مقام اور مخصوص قبر کو انتخاب کرے اور اس مخصوص مقام کی کھدائی کیلئے مال دے تو ظاہراً اس میں کوئی اشکال نہیں ہے جیسا کہ اگر ڈاکٹر مریض کے پاس جائے تو اس کیلئے اجرت لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اگرچہ خود معالجے کیلئے اجرت لینے میں اشکال ہے لیکن اقویٰ یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور اگر عمل واجب تعبدی ہو تو اس میں قصد قربت کی شرط ہے جیسے (میت کو) غسل دینا۔ پس ہر حالت میں اس عمل (تعبدی) کیلئے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ ہاں بعض غیر واجب امور کیلئے اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ غسل میت میں گزر چکا ہے۔

اور انسان پر واجب چیزوں میں سے ایک مسائل حلال وحرام کا سکھانا ہے لہذا اس کیلئے اجرت لینا جائز نہیں ہے لیکن قرآن کی تعلیم دینے پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے چہ جائیکہ اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی تعلیم کی اجرت لے جیسے کتابت، اور لکھی ہوئی چیز کو پڑھنا وغیرہ مذکورہ واجبات سے مراد (کہ جن پر اجرت لینا حرام ہے) وہ واجب ہیں کہ جو خود اجیر پر واجب ہو۔ لیکن وہ چیز جو اس کے علاوہ کسی اور پر واجب ہو اور اس میں خود انجام دینے کی شرط نہ ہو تو اس پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے یہاں تک کہ وہ عبادات جن میں نیابت جائز ہے لہذا مرحومین کی عبادات جیسے حج، روزہ اور نماز کیلئے اجیر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۔ صرافی، کفن بیچنے اور اشیا خوردنی بیچنے کو پیشے کے طور پر اپنانا مکروہ ہے اور غلاموں کو بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے کہ جو انسانوں کو فروخت کرے اسی طرح ذبح کرنے اور (اونٹ کے) نحر کرنے کو پیشے کے طور پر اپنانے کا بھی یہی حکم ہے نیز کپڑا بننے اور خون نکالنے کے پیشے کا بھی یہی حال ہے اور نر حیوان کو مادہ کے ساتھ ملانے کے ذریعے کسب وکار کرنا بھی مکروہ ہے اس طریقے سے کہ حیوان کو معین طور پر ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ یا کچھ مدت کیلئے کرائے پر یا کرائے کے بغیر دے۔ ہاں اس کام کیلئے عطیہ وہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشقت وزحمت کے ساتھ کسب وکار اور روزگار کا حصول خداوند متعال کے نزدیک محبوب ہے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ائمہ (علیہم السلام) سے اس پر ہر صورت میں ترغیب وتشویق دلائی گئی ہے حتیٰ [illegible] زراعت، گائیں اور بھیڑیں پالنے کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ البتہ

مسئلہ ۲۱۔ ہر وہ شخص جو تجارت یا کسی دوسرے کسب و کار میں مشغول ہے اس پر ان سے متعلقہ احکام اور مسائل کا سیکھنا واجب ہے تاکہ ان کے صحیح و باطل کے درمیان پہچان کر سکے اور سود سے محفوظ رہے اور اس کی ضروری مقدار یہ ہے کہ وہ تجارت اور معاملہ انجام دیتے وقت علم رکھتا ہو اگرچہ یہ علم تقلید کے ذریعے سے ہو بلکہ اگر صرف صحیح اور باطل ہونے میں شک ہو تو معاملے انجام دینے کے بعد کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر حلال اور حرام ہونے کی جہت سے معاملے کے حکم میں اشتباہ ہو نہ فقط صحیح اور باطل ہونے کی جہت سے تو اس معاملے سے اجتناب کرنا واجب ہے جیسے شک کے موارد میں کہ (کیا) معاملہ ربوی ہے (یا نہیں؟) جبکہ ہم خود معاملہ حرام ہونے کے قائل ہوں جیسا کہ احتیاط کی بنا پر بھی یہی ہے۔

مسئلہ ۲۲۔ تجارت اور کسب و کار کیلئے کچھ مستحب اور کچھ مکروہ آداب ہیں اور مستحب آداب یہ ہیں:۔

۱۔ ان میں سے اہم ترین، مال طلب کرنے میں بھلائی میانہ روی کرنا ہے اس طرح کہ نہ کوتاہی کرے اور نہ ہی حریص ہو۔ ۲۔ اگر کوئی خرید و فروخت میں پشیمان ہو کر مال کو واپس کرنا چاہے تو اس سے واپس لے لے۔ ۳۔ سب خریداروں کیلئے قیمت ایک جیسی رکھے، پس قیمت کم کرانے والے اور کسی دوسرے کے درمیان فرق نہ رکھے اس طرح کہ کم کرانے والے کیلئے کم قیمت رکھے اور دوسرے کیلئے بڑھا دے۔ البتہ صاحب فضیلت اور دینداری وغیرہ کے لحاظ سے فرق کرنے میں ظاہراً کوئی حرج نہیں ہے۔ ۴۔ اپنے لئے مال لیتے وقت کچھ کم لے اور دیتے وقت کچھ زیادہ دے۔

مکروھات، اور یہ چند امور پر مشتمل ہیں:۔

۱۔ بائع کا اپنے متاع کی تعریف کرنا۔ ۲۔ مشتری کا خریدی جانے والی چیز کی مذمت کرنا۔ ۳۔ خرید و فروخت پر سچی قسم کھانا۔ ۴۔ اس جگہ سے بیچے کہ جہاں عیب پوشیدہ رہتا ہے۔ ۵۔ مؤمن سے نفع لینا مگر جب ضرورت ہو یا تجارت کیلئے خریدے یا متاع کو ایک سو درہم سے زیادہ خریدے کہ جس سے وہ اپنے دن کی روزی کمالے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ ۶۔ اس شخص سے نفع لینا جس نے اس سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہو مگر جب ضرورت ہو (تو مکروہ نہیں ہے)۔ ۷۔ طلوعین کے درمیان بھاؤ کرنا۔ ۸۔ سب سے پہلے بازار میں داخل ہونا اور سب سے آخر میں بازار سے نکلنا۔ ۹۔ گھٹیا لوگوں سے خرید و فروخت کرنا کیونکہ جو کچھ کہتے ہیں اور انہیں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اس سے لاپرواہ ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ ناپنا، تولنا، شمار کرنا اور زمین کی پیمائش کرنا جب کہ انہیں اچھی طرح انجام نہ دے سکتا ہو۔ ۱۱۔ عقد بیع کے بعد قیمت کو کم کرنے کی درخواست کرنا۔ ۱۲۔ بنابر اظہر مؤمن کے معاملے میں داخل ہونا نیز اس کی حرمت کے بارے میں بھی قول ہے اور اگر نیلامی میں زیادہ قیمت دے تو مکروہ نہیں ہے۔ ۱۳۔ شہر میں پہنچنے سے قبل سواروں اور قافلوں سے ملاقات کرنا اور ان کے ہاتھ بیچنے یا ان سے خریدنے کیلئے ان کے استقبال کو جانا اور ایک قول کے مطابق ملاقات کرنا حرام ہے اگرچہ خرید و فروخت صحیح ہے اور یہی احتیاط بھی ہے اگرچہ بنابر اظہر مکروہ ہے۔ البتہ یہ چند شرائط کے ساتھ مکروہ ہے:

اول۔ شہر سے باہر جانا اسی مقصد کیلئے ہو۔ دوم۔ شہر سے خارج ہونا اس مقدار میں ہو کہ اس پر شہر سے باہر جانے کا عنوان صادق آجائے۔ سوم۔ (ملاقات) چار فرسخ سے کمتر میں ہو۔ پس اگر وہ چار فرسخ یا اس سے بیشتر فاصلے سے ملاقات کرے تو (کراہت کا) حکم ثابت نہیں ہوگا بلکہ یہ سفر تجارت ہوگا اور بنابر اقویٰ (مکروہ ہونے میں) قافلے کا شہر کی قیمت سے جاہل ہونا معتبر نہیں ہے اور کیا یہ حکم خرید وفروخت کے علاوہ اجارہ وغیرہ کو بھی شامل ہے (یا نہیں؟) تو اس میں دو وجہ ہیں۔

مسئلہ ۲۳۔ احتکار حرام ہے اور اس سے مراد اشیاء خوردنی کو چھپانے اور ذخیرہ کرنے کے بعد مہنگائی کا انتظار کرنا ہے جب کہ مسلمانوں کو اس کی ضرورت بھی ہو اور وہ اس کے محتاج ہوں اور کوئی ایسا شخص بھی موجود نہ ہو کہ جو انہیں بقدر کافی بذل کر سکے۔ ہاں اگر صرف قیمت میں اضافے کا انتظار کرتے ہوئے اشیاء خوردنی کو چھپائے جبکہ کوئی بذل کرنے والا بھی موجود ہو اور لوگ بھی اس کے ضرورت مند نہ ہوں تو حرام نہیں ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ پس اگر گرانی کے زمانے میں اپنی ضرورت کی خاطر غلے کو چھپائے جبکہ اس نے بیچنے کیلئے ایسا نہ کیا ہو تو یہ نہ حرام اور نہ ہی مکروہ ہے اور اقویٰ یہ ہے کہ احتکار چاروں غلات (گندم، جو، خرما اور کشمش) گھی اور زیتون کے علاوہ صادق نہیں آتا۔ ہاں ہر اس چیز کا احتکار کرنا کہ جس کی لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے ایک ایسا امر ہے کہ جس سے اعراض کیا گیا ہے لیکن مذکورہ اشیا کے علاوہ احتکار کے احکام ثابت نہیں ہیں اور احتکار کرنے والے کو فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور بنابر احوط اس پر کوئی قیمت معین نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اپنی مرضی کی قیمت کے مطابق بیچ سکتا ہے مگر جب وہ (بہت زیادہ قیمت لگا کر) زیادہ روی کرے تو اس پر قیمت معین کیے بغیر اسے کم قیمت لینے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ قیمت معین نہ کرے تو حاکم مصلحت کے مطابق قیمت معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۴۔ اختیار کی صورت میں جائر کی طرف سے کسی ولایت، منصب اور کام کو قبول کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ خود کام، جائر کی طرف سے سنبھالنے سے قطع نظر، جائز ہی ہو، جیسے مالیات وصول کرنا، زکات جمع کرنا، فوجی اور انتظامی عہدے سنبھالنا اور شہروں پر حکومت کرنا اور اس قسم کے دوسرے عہدے سنبھالنا، چہ جائیکہ خود وہ کام جائز نہ ہو جیسے عشر اور کسٹم وغیرہ لینا کہ جو جدید ظلم کی انواع میں سے ہیں۔ البتہ جبر واکراہ کی صورت میں یہ سب جائز ہے اس طرح کہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرے اور وہ خلاف ورزی کی صورت میں اپنے نفس، آبرو یا قابل اعتنا مال پر خوف زدہ ہو لیکن اگر محترم ہستیوں کو قتل کرنے پر مجبور کی جائے تو وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ ظلم کی بعض اقسام کا عہدیدار ہونے کے مطلقاً جواز میں اشکال ہے بلکہ منع ہے جیسے مسلمانوں کے ایک گروہ کی ناموس کی بے حرمتی کرنا، ان کے اموال کو غارت کرنا، ان کی عورتوں کو قیدی بنانا اور انہیں مشقت میں ڈالنا، جبکہ اسے بعض ضعیف احتمالات کی وجہ سے اپنی آبرو کا خطرہ ہو یا مشقت نہ ہونے کی صورت

مسلمانوں کے مفادات اور اپنے دینی بھائیوں کے کام انجام دے بلکہ اگر وہ مؤمنین پر احسان کرنے اور ان سے ضرر دور کرنے کی غرض سے اس کام کو سنبھالے تو یہ عہدہ ترجیح رکھتا ہے بلکہ بعض اوقات، بعض اشخاص کیلئے بعض عہدوں کو قبول کرنا اور سنبھالنا وجوب کی حد تک پہنچ جاتا ہے جیسا کہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اس (منصب) کے ذریعے کسی دینی برائی کو روکنے یا بعض شرعی منکرات سے منع کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس کے باوجود ان عہدوں میں بہت خطرے ہیں مگر وہ شخص کہ جسے خداوند تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

مسئلہ ۲۵:۔ وہ چیز جو (ظالم) حکومت، زمینوں پر اس کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اور کھجور کے درخت اور دوسرے درختوں پر جنس یا نقد کی صورت میں ٹیکس وصول کرتی ہے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا کہ جو عادل حکومت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پس اس واجب الادا خراج کو کہ جو خراج کی زمین کی اجرت ہے ادا کرنے والا بری الذمہ ہوجائے گا اور ہر ایک کیلئے اسے خریدنا اور مفت یا کسی عوض کے ذریعے لینا اور اس میں ہر قسم کا تصرف کرنا جائز ہے بلکہ اگر خود حکومت ٹیکس نہ لے اور کوئی شخص کسی ایسے فرد کا حوالہ دے کہ جس کے ذمے کچھ خراج ہو اور وہ اس مقدار کو حوالہ لینے والے کو ادا کردے تو اس کیلئے خراج کی یہ مقدار حلال ہے اور حوالہ دینے والے کے ذمے جو کچھ ہے وہ اس سے بری الذمہ ہوجائے گا لیکن احتیاط یہ ہے کہ خصوصاً عصر حاضر میں وہ شخص کہ جو ان زمینوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ان میں ان کے خراج کے حوالے سے تصرف کرتا ہے حاکم شرع کی طرف رجوع کرے اور یہی حکم ہے اس شخص کا بھی کہ جسے ان اموال میں سے کچھ ملے اور ظاہر یہ ہے کہ شیعہ حکومت کا حکم بھی سنی حکومت کی مانند ہے اگرچہ پہلے حاکم کی طرف رجوع کرنے کی احتیاط شدید تر ہے۔

مسئلہ ۲۶:۔ ہر شخص کیلئے خراجی زمینوں کو قبول کرنا جائز ہے اور وہ حکومت کو کوئی چیز ادا کرنے کے بعد ان زمینوں کا ضامن ہوگا اور ان سے زراعت، درختکاری وغیرہ کے ذریعے سے خود فائدہ اٹھائے گا یا کسی اور کو دیدے گا اور اسے ان کا ضامن بنائے گا اگرچہ کچھ زیادہ مقدار پر دے۔ البتہ اس میں کراہت پائی جاتی ہے مگر (اس صورت میں کراہت نہیں ہے کہ) جب ان زمینوں میں کوئی کام کرے جیسے نہر کھودنا یا ان میں ایسا کام انجام دے کہ جس کے ذریعے مستاجر کی مدد کرے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ زیادہ مقدار پر کسی کو نہ دے مگر مذکورہ صورت میں (احتیاط ضروری نہیں ہے مثلاً جب اس میں کوئی کام انجام دے)۔